International Research Jounral of Islamic Culture & Communication

IRJICC

ISSN:3007-4630 (P),3006-8304(E)

عملیات کی تاریخی حیثیت:اقوام عالم کے تناظر میں ایک تحقیقی مطالعہ

THE HISTORICAL SIGNIFICANCE OF AMALIYĀT: A STUDY IN THE CONTEXT OF WORLD NATIONS

1. ***Mudassar Ishaq*** — *Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies & Arabic The University of Lahore.*
mudassar.ishaq@ucp.edu.pk

2. ***Dr.Abdul Rashid Qadri*** — *Associate Professor in the department of Islamic studies, The University of Lahore, Lahore.*
drirrc2010@gmail.com

Vol. 03, Issue, 04, Oct-Dec 2025, PP:99-121

OPEN ACCES at: www.irjicc.com

Article History	Received	Accepted	Published
	15-10-25	03-11-25	30-12-25

Abstract

This study explores the historical significance of Amaliyāt in the context of world nations, with a particular focus on their development, application, and impact across different civilizations. The concept of ʿAmaliyāt is examined as a set of structured practices often spiritual, cultural, or functional in nature that have played an important role in shaping human thought, behavior, and societal systems throughout history.The research adopts a qualitative and analytical methodology, drawing upon historical sources, comparative perspectives, and interdisciplinary insights to trace the evolution of these practices from ancient to modern times. It investigates how different societies interpreted and utilized Amaliyāt within their religious, cultural, and intellectual frameworks, and how these practices influenced social cohesion, belief systems, and power structures.The findings indicate that Amaliyāt have consistently served as tools for addressing human needs ranging from spiritual fulfillment and psychological assurance to social organization and cultural identity. At the same time, their

CC BY

interpretation and legitimacy have varied across regions and historical contexts. The study also emphasizes the importance of critical analysis in distinguishing between authentic, culturally embedded practices and those influenced by superstition or misinterpretation.In conclusion, the historical study of Amaliyāt provides valuable insights into the intellectual and cultural evolution of world nations, highlighting their enduring relevance while encouraging a balanced and scholarly approach to their understanding.

***KeyWords**: Amaliyāt , Historical Significance ,World Nations ,Cultural Practices ,Comparative Study,Spiritual Traditions , Social Development.*

موضوع کا تعارف:

عملیات کی تاریخ انسانی فطرت اور روحانی ضرورت کے ساتھ جڑی ہے۔ انسان نے ابتدا ہی سے اپنی حاجات، بیماریوں، حفاظت اور زندگی کے دیگر مسائل کے لیے قدرتی اور مافوق الفطرت وسائل استعمال کرنے کی کوشش کی۔ اسلامی مصادر کے مطابق، آدم علیہ السلام کے دور سے عملیات کی ابتدا ہوئی، اور زمانہ قدیم سے جدید دور تک یہ عمل مختلف شکلوں میں جاری رہا، جس میں شرعی اور غیر شرعی دونوں اقسام شامل ہیں۔

عملیات کا علم انسانی تہذیب اور با قاعدہ فن تحریر کے وجود میں آنے سے بھی قدیم ہے۔ قدیم زمانے کے عمل، حروف کی کرشمہ سازیوں پر مشتمل نہیں تھے بلکہ پہلے آواز اور پھر اشکال کے زیر اثر وجود پاتے تھے خصوصا اشیاء اور واقعات کی فطری اشکال کا علم تو ہمیں ان طلسمات میں ملتا ہے آج بھی آپ فرعونوں یا یہودیوں یا ہندوؤں یا دیگر قدیم تہذیبوں کے عملیات کو دیکھیں تو عبارتیں خال خال نظر آئیں گی اور اشکال ان میں حاوی ہوں گی۔ کسی بھی چیز کی شکل انسان کی فطرت پر حد درجہ اثر رکھتی ہے۔ یہی صورت دیکھ کر ہی نفرت اور دور رہنے کا احساس غالب آجاتا ہے۔ کوڑھ کے مریض کو دیکھتے ہی ہر فرد کا دل کانپ جاتا ہے اور اس کو اپنی جان کے لالے پڑنا شروع ہو جاتے ہیں اس بات کو یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ شگون اور عملیات کی کڑیاں زمانہ قدیم میں ایک ہی تھیں۔ شگون سے طلسم اور طلسم سے عبارت اور عبارت سے نقش کی ترویجی شکل ہمارے سامنے آئی۔ میدان جنگ میں جھنڈے کا گرنا شکست کی علامت تھی۔ طلسم پر بھی یہی علامت فریق کو نیچا دکھانے اور شکست دینے کے لیے استعمال ہوئی ہے اسی طرح جنسی طاقت کے لیے، جنس سے منسوب اعضاء کی مختلف حالتوں کا لکڑی، دھات یا مٹی پر کندہ کر کے پاس رکھنا یا اس شکل کو مجسم شکل دے کر ہمراہ رکھنا زمانہ قدیم بلکہ قبل از تاریخ سے لے کر آج تک مروج ہے۔ آج بھی آپ کو کتب میں حضرت سلیمان علیہ السلام سے منسوب الواح کا ذکر ملے گا۔ صرف اردو، فارسی یا عربی کی کتب ہی نہیں بلکہ انگریز اور دیگر قوموں میں بھی حضرت سلیمان سے موجود طلسم ملتے ہیں۔

عملیات کی ابتدا

حتمی طور پر یہ کہنا کہ عملیات کی ابتداء کب کہاں اور کیسے ہوئی؟ ناممکن بات ہے۔ جس طرح انسانی تاریخ دوسرے قدیم علوم اور امور کے بارے میں خاموش ہے اس طرح اس علمی علم کی حقیقی ابتداء کے بارے میں بھی خاموشی ہے۔ بہر حال اس کی قدامت کا اندازہ قرآن سے بھی ہوتا ہے بابل اور نینوا کی تہذیب کا بھی اس حوالے سے حد درجہ اہم نام ہے۔

جس کا حوالہ قرآن میں بھی دیا گیا ہے۔

کس قدر یہ علم قدیم ہے اس کا اندازہ کرنے کے بعد اگر اس کی طاقت یا اس کے اثر انداز ہونے کی صلاحیت کو جانچنا چاہیں تو جان لیں کہ زمانہ قدیم میں یہ عمل بادشاہوں کی براوراست سرپرستی میں پروان چڑھتا رہا ہے۔ قرآن ہی میں حضرت موسیٰ اور فرعون کے قصہ کو لے لیں آپ کو سحری طاقتوں کی اہمیت واضح ہونے کے ساتھ ساتھ رحمٰن کی طاقت اور اثرات کا بھی اندازہ ہو جائے گا۔ اگر بخاری شریف اور حدیث کی دیگر کتب کا مطالعہ کریں تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو ہونے اور اس کے اثرات کا پتہ چلتا ہے۔ (راتھوڑ، خالد اسحٰق، اصول و قواعد عملیات، لاہور، راتھوڑ پبلیشر گڑھی شاہو، ص: ۲۴، ۲۳)

انسانیت کی ابتداء اور تاریخ عملیات

انسانیت کی ابتداء اور عملیات کا آپس میں گہرا تعلق ہے، کیونکہ ابتدائی انسان فطری قوتوں اور ماورائی مظاہر کو سمجھنے کی کوشش کرتا تھا۔ قدرتی عوامل جیسے بارش، طوفان، بیماری، اور موت کے پیچھے وجوہات جاننے کی جستجو نے انسان کو روحانی اور عملیات کے علوم کی طرف راغب کیا۔ عملیات کا تاریخی سفر مختلف تہذیبوں اور ادوار میں مختلف شکلوں میں موجود رہا ہے۔

آدم علیہ السلام کے عملیات

حضرت آدم علیہ السلام کے اعمال انسانی اولین شرعی عملیات کی بہترین مثال ہیں۔ جنت میں اللہ کی نافرمانی کے بعد انہوں نے اللہ کی طرف رجوع کیا، توبہ اور دعا کی، اور روحانی رہنمائی طلب کی۔ یہ عملیات نہ صرف اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے تھے بلکہ انسانیت کے لیے شرعی رجوع اور دعا کے اصول کی بنیاد بھی فراہم کرتے ہیں۔ ابتدائی انسانی دور میں شرعی عملیات کا مقصد بنیادی طور پر روحانی حفاظت اور اللہ کے قرب کا حصول تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ اور دعا سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ خطا کے بعد انسان کا اللہ کی طرف رجوع کرنا لازمی ہے تاکہ روحانی اصلاح اور تحفظ حاصل ہو۔ قرآن مجید میں بیان ہوا:

﴿فَتَلَقَّىٰٓ ءَادَمُ مِن رَّبِّهِۦ كَلِمَـٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلتَّوَّابُ ٱلرَّحِيمُ﴾ ((البقرۃ:۳۷))

پھر آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے کچھ الفاظ سیکھے، پس اس پر توبہ قبول ہوئی۔ بے شک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا، رحیم ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی اور اپنی خطا کا اقرار کرتے ہوئے فرمایا:

﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَآ أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ ٱلْخَـٰسِرِينَ﴾ ((الأعراف:۲۳))

اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا، اور اگر تو ہمیں معاف نہ کرے اور ہم پر رحم نہ فرمائے تو ہم ضرور نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوں گے۔

حضرت آدم علیہ السلام کے اس عمل سے یہ واضح ہوتا ہے کہ شرعی عملیات میں سب سے بنیادی عنصر اللہ کی طرف رجوع، دعا اور عاجزی کے ساتھ توبہ ہے۔ یہ انسانی زندگی میں روحانی اصلاح، فلاح اور حفاظت کے لیے لازمی ہیں۔ ان کی توبہ

اور دعا انسان کی فطرت میں پائی جانے والی عاجزی اور اللہ کی رحمت پر ایمان کو نمایاں کرتی ہیں۔ اس سے یہ سبق بھی ملتا ہے کہ خطا یا وسوسے کے باوجود روحانی رجوع اور شرعی عملیات کے ذریعے انسان نجات حاصل کر سکتا ہے۔ یہ تاریخی واقعہ انسانیت کے لیے یہ پیغام دیتا ہے کہ اللہ کی رضا اور قرب کے حصول کے لیے صرف شرعی اور جائز عملیات ہی مؤثر راستہ ہیں۔

عہد نوح علیہ السلام کے عملیات

حضرت نوح علیہ السلام کے عملیات انسانی ہدایت اور روحانی اصلاح کی بہترین مثال ہیں۔ انہوں نے اپنی قوم کو اللہ کی عبادت اور شرعی رجوع کی طرف بلایا، اور مسلسل دعا اور استغفار کے ذریعے اللہ سے رہنمائی طلب کی۔ یہ عملیات نہ صرف اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے تھے بلکہ قوم کی ہدایت اور اخلاقی تربیت کے لیے بھی بنیادی کردار ادا کرتے تھے۔ قرآن مجید میں بیان ہوا:

﴿رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَن دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾

اے میرے رب! مجھے اور میرے والدین کو اور ایمان والوں میں سے سب کو بخش دے، اور دین میں مجھے مدد دے۔

اسی طرح حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ سے مسلسل استغفار کیا اور اپنی قوم کے لیے دعا کی، تاکہ وہ ہدایت اور نجات حاصل کریں۔ ان کے یہ شرعی عملیات اس بات کو واضح کرتے ہیں کہ انسانی زندگی میں روحانی اصلاح اور حفاظت کے لیے دعا، توبہ اور اللہ کی طرف رجوع لازمی ہیں۔ قرآن مجید میں بیان ہے کہ نوح علیہ السلام کی قوم نے نافرمانی کی اور اللہ کی ہدایات کو رد کیا، لیکن نوح علیہ السلام نے صبر اور دعا کے ذریعے اپنی ذمہ داری نبھائی:

﴿فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوفَانَ فَغَشَّاهُمْ وَأَغْرَقْنَاهُمْ﴾ ((الحجر: ۶۱))

پھر ہم نے ان پر طوفان بھیجا اور انہیں ڈبو دیا۔

حضرت نوح علیہ السلام کے یہ عملیات انسانیت کے لیے یہ پیغام دیتے ہیں کہ اللہ کی رضا اور روحانی حفاظت کے حصول کے لیے صرف شرعی اور جائز عملیات مؤثر ہیں، اور دعا و استغفار کے ذریعے مشکلات اور فتنوں میں بھی ہدایت اور نجات حاصل کی جا سکتی ہے۔

دورِ نوح علیہ السلام میں پائے جانے والے شرکیہ عملیات کا مطالعہ انسانی تاریخ میں مذہبی ارتقا کے ایک نازک موڑ کی عکاسی کرتا ہے۔ اسلامی مآخذ کے مطابق، اس دور میں توحید کے بنیادی تصور سے انحراف کا آغاز دیکھنے میں آیا، جب قومِ نوح نے صالح شخصیات کی یاد میں تاسیس کردہ مجسموں کو بتدریج عبادت کا مرکز بنا لیا۔ اس تاریخی تناظر میں قرآن مجید میں ان پانچ مشہور اصنام کے نام درج ہیں جنہیں مرکزِ عبادت بنا لیا گیا تھا:

﴿وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا﴾(سورۃ نوح ۲۳:۷۱-۲۴)

"اور انہوں نے کہا کہ اپنے معبودوں کو مت چھوڑنا، اور نہ ہی ود اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر کو ترک کرنا"۔

اس ارتقائی عمل کا تنقیدی مطالعہ ظاہر کرتا ہے کہ کس طرح ثقافتی حافظے کی حامل شخصیات وقت کے ساتھ ساتھ مذہبی توجہ کا مرکز بن گئیں۔ ابتدائی طور پر یہ مجسمے مفکرین اور رہنماؤں کی علامتی یادداشت کا ذریعہ تھے، لیکن بتدریج ان کی حیثیت وساطت اور شفاعت کے تصورات کے تحت مقدس ہستیوں میں تبدیل ہو گئی۔ یہ منتقلی درحقیقت انسانی نفسیات میں موجود

تعلق اور وسیلہ کے فطری رجحان کی عکاس ہے، جہاں محسوس اشکال مجرد تصورات کے ابلاغ کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔
مزید برآں، اس دور کے شرکیہ عملیات میں جادوئی rituals، آیندہ بینی، اور اجرام فلکی کی پرستش جیسے عناصر بھی شامل تھے، جو اس بات کی دلیل ہیں کہ یہ مذہبی عمل محض اصنام پرستی تک محدود نہ تھے بلکہ ایک مربوط cosmovision پر مشتمل تھے۔ حضرت نوح علیہ السلام کی 950 سالہ تبلیغی کوششیں درحقیقت ان ابتدائی شرکیہ تصورات کے خلاف پہلی منظّم تحریک کی نمائندگی کرتی ہیں، جو مابعد کی تمام توحیدی تحریکوں کے لیے ایک اساسی مثال قائم کرتی ہے۔ اس تاریخی واقعے کا گہرا مطالعہ انسانی معاشروں میں مذہبی تصورات کے ارتقا اور ان میں پیدا ہونے والے انحرافات کی complex dynamics کو سمجھنے میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔

عہد داود و سلیمان علیہما السلام کے عملیات

حضرت داود علیہ السلام کے عملیات انسانی ہدایت اور روحانی تقویت کی بہترین مثال ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بادشاہت کے ساتھ ساتھ نبی اور عابد بھی بنایا، اور ان کی زندگی میں عبادت، دعا، استغفار اور عدل و انصاف کے ذریعے روحانی اور اخلاقی اصلاح واضح ہوئی۔ حضرت داود علیہ السلام اپنی قوم کی رہنمائی کے لیے شرعی عملیات انجام دیتے اور اللہ کی طرف رجوع کرتے تھے۔ قرآن مجید میں بیان ہے:

﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُودَ مِنَّا فَضْلًا ۖ يَا جِبَالُ أَوِّبِي مَعَهُ وَالطَّيْرَ﴾ ((ص:۲۶))

اور بے شک ہم نے داود کو اپنی طرف سے فضل دیا، اے پہاڑو! ان کے ساتھ تسبیح کرو اور پرندوں کے ساتھ بھی۔
اس اقتباس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت داود علیہ السلام کے شرعی عملیات میں اللہ کی عبادت، تقدیس اور تخلیق کے ساتھ ہم آہنگ ہونا شامل تھا۔
حضرت داود علیہ السلام نے اپنی قوم کے لیے عدل و انصاف قائم کیا اور اللہ کی طرف رجوع، دعا اور استغفار کے ذریعے اپنی روحانی تربیت جاری رکھی۔ قرآن میں ذکر ہے کہ انہوں نے اللہ سے مدد اور استغفار طلب کیا:

﴿فَسَخَّرْنَا لَهُ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ مَعَهُ وَالطَّيْرَ وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ﴾ ((ص:۲۶))

”پھر ہم نے پہاڑوں کو اس کے لیے تابع کیا تاکہ وہ اس کے ساتھ تسبیح کریں اور پرندوں کو بھی، اور ہم نے لوہے کو اس کے لیے نرم کیا۔“
یہ شرعی عملیات حضرت داود علیہ السلام کے لیے نہ صرف روحانی تقویت کا سبب تھے بلکہ قوم کے لیے بھی ہدایت، نظم و ضبط اور فلاح کا ذریعہ بنے۔ ان کے یہ عملیات یہ سبق دیتے ہیں کہ روحانی قرب، اللہ کی رضا اور اجتماعی اصلاح کے لیے دعا، عبادت اور شرعی عملیات لازمی ہیں۔
حضرت سلیمان علیہ السلام کا دور اگرچہ ایک عظیم الشان اسلامی حکومت کا نمونہ تھا، جہاں اللہ تعالیٰ نے انہیں انسانوں، جنوں، پرندوں اور ہواؤں پر حقیقی اختیار عطا فرمایا تھا، تاہم اس دور میں بھی کفریہ و شرکیہ اعمال موجود تھے جو بنیادی طور پر تین محوروں پر مرتکز تھے۔ سب سے پہلا اور نمایاں شرک قوم سبا کا سورج کی پرستش تھا۔ قرآن مجید میں ہدہد کے ذریعے حضرت سلیمان کو دی گئی رپورٹ میں اس شرک کی واضح تصویر کشی کی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے" :

﴿وَجَدتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِن دُونِ اللَّهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ﴾ (سورۃ النمل: ۲۴)

"میں نے اس عورت (ملکہ بلقیس) اور اس کی قوم کو پایا کہ وہ اللہ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کر رہے ہیں، اور شیطان نے ان کے اعمال ان کے لیے آراستہ کر دیے ہیں، پس انہیں راستے سے روک دیا ہے، سو وہ ہدایت پانے والے نہیں ہیں"۔

یہ عمل درحقیقت ان کے توحید کے بنیادی تصور سے دوری کا واضح ثبوت تھا، جسے شیطان نے اس طرح خوشنما بنا دیا تھا کہ وہ اسے ہی حقیقت سمجھ بیٹھے تھے۔

دوسرا اہم کفریہ عمل جنات کے علم غیب کے جھوٹے دعوے تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے زیر حکمرانی کام کرنے والے جنات میں سے ایک گروہ اپنے آپ کو علم غیب کا مالک بتاتا تھا۔ اس کا پردہ اس وقت چاک ہوا جب حضرت سلیمان کی وفات ہوئی اور جنات کو ان کی موت کا علم تک نہ ہو سکا۔ قرآن مجید اس واقعہ کو ان الفاظ میں بیان کرتا ہے" :

﴿فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَىٰ مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنسَأَتَهُ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ أَن لَّوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ﴾ (سورۃ سبا: ۱۴)

"پس جب ہم نے ان پر موت کا فیصلہ نافذ کر دیا تو انہیں ان کی موت کی طرف کوئی چیز راہ نہ دکھا سکی سوائے زمین کے ایک جانور کے جس نے ان کے عصا کو کھا لیا، پس جب وہ گر پڑے تو جنوں پر ظاہر ہو گیا کہ اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو اس ذلت والے عذاب میں نہ پڑے رہتے"۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ اگر جنات واقعی علم غیب رکھتے تو وہ اس ذلت آمیز عذاب میں مزید مبتلا نہ رہتے، جس سے ثابت ہوا کہ علم غیب کا دعویٰ کرنا درحقیقت کفر ہے اور یہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے خاص ہے۔

تیسرا بڑا فتنہ جادو اور کہانت کا تھا، جسے شیاطین نے حضرت سلیمان کے دور میں پھیلانا شروع کیا۔ قرآن مجید میں اس کی صراحت ان الفاظ میں کی گئی ہے" :

﴿وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُو الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكِ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ﴾ (سورۃ البقرۃ: ۱۰۲)

"اور وہ لوگ اس چیز کے پیچھے چل پڑے جو شیطان سلیمان کی بادشاہی میں (ان کے نام سے) پڑھتے تھے، اور سلیمان نے کفر نہیں کیا لیکن شیاطین نے کفر کیا، وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے"۔

اس آیت میں دو اہم باتوں کی وضاحت کی گئی ہے: اول یہ کہ حضرت سلیمان خود جادو کے مرتکب نہیں ہوئے، بلکہ شیاطین نے ان کے نام کو استعمال کرتے ہوئے یہ فتنہ پھیلایا۔ دوم یہ کہ جادو سیکھنا اور سکھانا دونوں کفر کے زمرے میں آتے ہیں۔ یہ عمل درحقیقت غیر اللہ کی مدد حاصل کرنے کی کوشش ہے جو شرک کی ایک واضح شکل ہے۔

ان تمام آیات سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے دور میں بھی شرک و کفر کی مختلف شکلیں موجود تھیں، جن میں سورج جیسی مخلوق کی پرستش، علم غیب کے جھوٹے دعوے، اور جادو و کہانت جیسے اعمال شامل تھے۔ قرآن مجید نے ان تمام اعمال کو واضح طور پر شرک قرار دے کر امت مسلمہ کو ان سے بچنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ ان آیات کا بنیادی مقصد یہی ہے کہ مسلمان ہمیشہ توحید خالص پر قائم رہیں اور شرک کی تمام شکلوں سے اجتناب کریں، خواہ وہ کسی بھی دور میں اور کسی بھی شکل میں سامنے آئیں۔

عہدِ ابراہیم علیہ السلام کے عملیات

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عملیات انسانی ہدایت اور توحید کی واضح مثال ہیں۔ انہوں نے اپنی قوم کو اللہ کی عبادت، شرعی رجوع اور اللہ کے سوا کسی کو معبود نہ ماننے کی تعلیم دی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی میں دعا، توبہ، استغفار اور اللہ کی طرف مسلسل رجوع نمایاں تھے۔ قرآن مجید میں بیان ہے:

﴿وَإِذِ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ﴾ ((البقرۃ:۱۲۴))

اور جب اللہ نے ابراہیم کو کچھ باتوں سے آزمایا تو اس نے انہیں مکمل کیا۔

یہ آزمائش اور شرعی رجوع ظاہر کرتے ہیں کہ انسان کی قربانی، اللہ کی رضا اور روحانی ہدایت کے حصول کے لیے صبر، دعا اور اطاعت ضروری ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کی ہدایت کے لیے دعاؤں اور نصیحتوں کا سہارا لیا، اور اللہ سے رہنمائی طلب کی۔ قرآن مجید میں ان کی دعا بیان ہوئی:

﴿رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِن ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ﴾ ((ابراھیم:۴۰))

اے میرے رب! مجھے اور میری اولاد کو نماز قائم کرنے والا بنا دے، اے ہمارے رب! اور میری دعا قبول فرما۔

یہ دعا ان کے شرعی عملیات کا مظہر ہے، جس میں اللہ کی رضا، روحانی اصلاح اور نسلوں کے لیے ہدایت کا طلبگار ہونا واضح ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے یہ عملیات یہ پیغام دیتے ہیں کہ روحانی قرب، اللہ کی رضا اور ہدایت کے حصول کے لیے شرعی رجوع، دعا اور توبہ لازمی ہیں، اور یہ تمام انسانیت کے لیے ایک عملی نمونہ اور سبق ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دور شرک اور کفر کے بڑے پیمانے پر پھیلے ہوئے اعمال کا دور تھا، جس میں آپ نے توحید کی دعوت دے کر ان تمام شرکیہ اعمال کی تردید فرمائی۔ قرآن مجید میں حضرت ابراہیم اور ان کی قوم کے درمیان ہونے والے مکالمے کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، جو ان کے کفریہ اعمال پر واضح روشنی ڈالتا ہے۔

سب سے پہلا اور نمایاں شرک آسمانی اجرام کی پرستش تھا۔ قرآن مجید اسے ان الفاظ میں بیان کرتا ہے" :

﴿وَكَذَٰلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُونَ مِنَ الْمُوقِنِينَ. فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأَىٰ كَوْكَبًا قَالَ هَٰذَا رَبِّي فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَا أُحِبُّ الْآفِلِينَ. فَلَمَّا رَأَى الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هَٰذَا رَبِّي فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَئِن لَّمْ يَهْدِنِي رَبِّي لَأَكُونَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّينَ. فَلَمَّا رَأَى الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هَٰذَا رَبِّي هَٰذَا أَكْبَرُ فَلَمَّا أَفَلَتْ قَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ﴾ (سورۃ الانعام: ۷۵-۷۸)

"اور اسی طرح ہم ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کی بادشاہت دکھا رہے تھے تاکہ وہ یقین رکھنے والوں میں سے ہو جائیں۔ پھر جب ان پر رات چھا گئی تو انہوں نے ایک ستارہ دیکھا، کہا یہ میرا رب ہے، پھر جب وہ ڈوب گیا تو کہا میں ڈوبنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ پھر جب چاند کو چمکتے ہوئے دیکھا تو کہا یہ میرا رب ہے، پھر جب وہ ڈوب گیا تو کہا اگر میرے رب نے مجھے ہدایت نہ فرمائی تو میں ضرور گمراہ قوم میں سے ہو جاؤں گا۔ پھر جب سورج کو چمکتے ہوئے دیکھا تو کہا یہ میرا رب ہے، یہ سب سے بڑا ہے، پھر جب وہ ڈوب گیا تو کہا اے میری قوم! میں ان سب چیزوں سے بیزار ہوں جنہیں تم شریک ٹھہراتے ہو"۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کے ان شرکیہ عقائد کا منطقی طریقے سے رد پیش کیا۔ انہوں نے ستارے، چاند اور سورج کو ڈوبتے ہوئے دیکھ کر ثابت کیا کہ جو چیز خود فنا ہو جانے والی ہو وہ کسی کا رب کیسے ہو سکتی ہے۔ یہ درحقیقت قوم کے

شرک کے خلاف ایک مضبوط عقلی دلیل تھی۔

دوسرا بڑا شرک بت پرستی تھا۔ قرآن مجید میں حضرت ابراہیم کا بتوں کو توڑنے کا واقعہ تفصیل سے بیان ہوا ہے" :

﴿فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُومِ. فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ. فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِينَ. فَرَاغَ إِلَىٰ آلِهَتِهِمْ فَقَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ. مَا لَكُمْ لَا تَنطِقُونَ. فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِينِ. فَأَقْبَلُوا إِلَيْهِ يَزِفُّونَ. قَالَ أَتَعْبُدُونَ مَا تَنْحِتُونَ. وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ﴾ (سورۃ الصافات: ۸۸-۹۶)

"پھر انہوں نے ستاروں میں ایک نظر دیکھی۔ پھر کہا میں بیمار ہوں۔ پس وہ ان سے پیٹھ پھیر کر چل دیے۔ پھر وہ چپکے سے ان کے معبودوں کی طرف گئے اور کہا کیا تم کھاتے نہیں ہو؟ تمہیں کیا ہوا ہے کہ بولتے نہیں ہو؟ پھر ان پر دائیں ہاتھ سے ضرب لگائی۔ پس وہ لوگ ان کی طرف دوڑتے ہوئے آئے۔ انہوں نے کہا کیا تم ان چیزوں کی پرستش کرتے ہو جنہیں تم خود تراشتے ہو؟ حالانکہ اللہ نے تمہیں اور تمہارے بنائے ہوئے ان بتوں کو بھی پیدا کیا ہے"۔

اس واقعہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کے بت پرستی کے عقیدے کی حقیقت کو بے نقاب کیا۔ انہوں نے واضح کیا کہ یہ بت جنہیں وہ خود تراشتے ہیں، نہ تو بول سکتے ہیں، نہ کھا سکتے ہیں، نہ اپنی حفاظت کر سکتے ہیں، پھر وہ معبود کیسے ہو سکتے ہیں۔

تیسرا بڑا کفریہ عمل حضرت ابراہیم کو آگ میں پھینکنا تھا، جو ان کی قوم نے ان کے توحید کے عقیدے کی وجہ سے کیا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا" :

﴿قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِن كُنتُمْ فَاعِلِينَ. قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ﴾ (سورۃ الانبیاء: ۶۸-۶۹)

"انہوں نے کہا اسے جلا دو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو اگر تم کچھ کرنے والے ہو۔ ہم نے حکم دیا اے آگ! ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا"۔

یہ واقعہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ حضرت ابراہیم کی قوم کس حد تک شرک میں ڈوبی ہوئی تھی۔ وہ اپنے بتوں کی خاطر ایک نبی کو آگ میں پھینکنے پر تیار ہو گئی تھی، مگر اللہ نے اپنے نبی کو بچا لیا۔

ان تمام قرآنی آیات سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دور شرک کی مختلف شکلوں سے بھرا ہوا تھا، جن میں اجرام سماوی کی پرستش، بت پرستی، اور توحید پرستوں پر ظلم و ستم شامل تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان تمام شرکیہ اعمال کے خلاف مضبوطی سے قیام فرمایا اور توحید خالص کی بنیاد رکھی، جو بعد میں آنے والے تمام انبیاء کی دعوت کا مرکز و محور بنی رہی۔

عہد موسیٰ علیہ السلام کے عملیات

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عملیات انسانی ہدایت، صبر اور اللہ کی اطاعت کی نمایاں مثال ہیں۔ انہوں نے اپنی قوم کو اللہ کی عبادت، شرعی رجوع اور نافرمانی سے باز رہنے کی تعلیم دی اور اللہ کی طرف مسلسل رجوع کرتے ہوئے روحانی تقویت حاصل کی۔ قرآن مجید میں بیان ہے:

﴿وَإِذْ نَادَىٰ رَبُّكَ مُوسَىٰ أَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ﴾ ((القصص: ۱۰))

اور جب تمہارے رب نے موسیٰ کو پکارا کہ ظالم قوم کے پاس جاؤ۔

یہ اقتباس حضرت موسیٰ علیہ السلام کے شرعی رجوع اور اللہ کی ہدایت طلب کرنے کی اہمیت کو واضح کرتا ہے، تاکہ وہ اپنی

قوم کو اللہ کی رضا کے مطابق رہنمائی دے سکیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے مدد طلب کی، دعا کی، اور قوم کے لیے شرعی نصیحت کی۔ قرآن مجید میں ذکر ہے:

﴿فَقُلْنَا يَا مُوسَىٰ إِنَّا جَعَلْنَاكَ عَلَىٰ قَوْمِكَ مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا﴾ ((الاعراف: ۱۰۴))

پھر ہم نے کہا: اے موسیٰ! ہم نے تمہیں اپنی قوم کے لیے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا مقرر کیا۔

یہ اقتباس ان کے شرعی عملیات کا مظہر ہے، جس میں اللہ کی رضا، قوم کی ہدایت اور روحانی اصلاح کے لیے دعا اور شرعی رجوع نمایاں ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے یہ عملیات یہ سبق دیتے ہیں کہ روحانی قرب، اللہ کی رضا اور اجتماعی اصلاح کے حصول کے لیے شرعی رجوع، دعا اور استقامت لازمی ہیں، اور یہ تمام انسانیت کے لیے عملی نمونہ ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دور شرک و کفر کے بڑے پیمانے پر پھیلے ہوئے اعمال کا دور تھا، جن میں سب سے نمایاں عمل فرعون کی خدائی کا دعویٰ اور بنی اسرائیل کی گائے کی پرستش تھا۔ قرآن مجید میں ان واقعات کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، جو اس دور کے کفریہ اعمال پر واضح روشنی ڈالتے ہیں۔

فرعون نے اپنی خدائی کا دعویٰ کیا تھا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" :

﴿وَنَادَىٰ فِرْعَوْنُ فِي قَوْمِهِ قَالَ يَا قَوْمِ أَلَيْسَ لِي مُلْكُ مِصْرَ وَهَٰذِهِ الْأَنْهَارُ تَجْرِي مِن تَحْتِي ۖ أَفَلَا تُبْصِرُونَ﴾ (سورۃ الزخرف: ۵۱)

"اور فرعون نے اپنی قوم میں پکار کر کہا: اے میری قوم! کیا مصر کی بادشاہت میرے لیے نہیں ہے اور یہ نہریں جو میرے (محل کے) نیچے بہہ رہی ہیں؟ کیا تم دیکھتے نہیں ہو؟"۔

فرعون کا یہ دعویٰ درحقیقت کفر کی انتہائی شکل تھی، جس میں وہ اپنے آپ کو رب الاعلیٰ قرار دیتا تھا۔

دوسرا بڑا شرک بنی اسرائیل کا گائے کی پرستش تھا، جسے قرآن مجید میں اس طرح بیان کیا گیا ہے" :

﴿وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوسَىٰ مِن بَعْدِهِ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهُ خُوَارٌ ۚ أَلَمْ يَرَوْا أَنَّهُ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيهِمْ سَبِيلًا ۘ اتَّخَذُوهُ وَكَانُوا ظَالِمِينَ﴾ (سورۃ الاعراف: ۱۴۸)

"اور موسیٰ کی قوم نے ان کے (کوہ طور پر) جانے کے بعد اپنے زیورات سے ایک بچھڑا بنالیا جو دھڑکا کرتا تھا۔ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ وہ نہ تو ان سے بات کرتا ہے اور نہ ہی انہیں کسی راستے کی ہدایت کرتا ہے؟ انہوں نے اسے معبود بنالیا اور وہ ظالم تھے"۔

یہ واقعہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ کی غیر موجودگی میں شرک کا ارتکاب کیا۔

تیسرا بڑا کفریہ عمل جادوگری تھا، جو فرعون کے دور میں بہت عام تھا۔ قرآن مجید میں ہے" :

﴿قَالَ أَتَقُولُونَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَاءَكُمْ ۖ أَسِحْرٌ هَٰذَا وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُونَ﴾ (سورۃ یونس: ۷۷)

"موسیٰ نے کہا: کیا تم حق کے بارے میں یہ کہتے ہو جب وہ تمہارے پاس آگیا کیا یہ جادو ہے؟ حالانکہ جادوگر فلاح نہیں پاتے"۔

فرعون اور اس کے درباریوں نے حضرت موسیٰ کے معجزات کو جادو قرار دے کر ان کا انکار کیا، جو درحقیقت کفر کی ایک شکل تھی۔

چوتھا اہم شرک فرعون کا اپنے آپ کو رب الاعلیٰ قرار دینا تھا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" :

﴿فَقَالَ أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلَىٰ﴾(سورۃ النازعات:۲۴)

اس آیت کا ترجمہ ہے: "تو اس (فرعون) نے کہا: میں ہی تمہارا سب سے بڑا رب ہوں"۔ یہ دعویٰ شرک کی انتہائی شکل تھی، جس میں فرعون نے برملا اپنی الوہیت کا اعلان کیا۔

پانچواں بڑا کفریہ عمل بنی اسرائیل کا حضرت موسیٰ سے کہنا تھا کہ ہمیں ایک معبود دکھا، جیسا کہ قرآن میں ہے :

﴿وَإِذْ قُلْتُمْ يَا مُوسَىٰ لَن نُّؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ نَرَى اللَّهَ جَهْرَةً﴾(سورۃ البقرۃ:۵۵)

"اور جب تم نے کہا: اے موسیٰ! ہم ہرگز تمہارا یقین نہیں کریں گے جب تک کہ ہم اللہ کو آشکارانہ دیکھ لیں"۔

یہ مطالبہ درحقیقت ان کے ایمان کی کمزوری اور شرک کی طرف میلان کو ظاہر کرتا ہے۔

ان تمام قرآنی آیات سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دور شرک و کفر کی مختلف شکلوں سے بھرا ہوا تھا۔ فرعون کی خدائی کے دعوے سے لے کر بنی اسرائیل کی گائے کی پرستش تک، یہ تمام اعمال اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ اس دور میں شرک کی کس قدر شدت تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان تمام کفریہ اعمال کے خلاف مستقل مزاجی سے قیام فرمایا اور توحید خالص کی دعوت دی، جو اس دور کی سب سے بڑی ضرورت تھی۔

زکریا علیہ السلام کے عملیات

حضرت زکریا علیہ السلام کے عملیات انسانی ہدایت، دعا اور اللہ کی اطاعت کی بہترین مثال ہیں۔ انہوں نے اپنی زندگی میں اللہ کی عبادت، استغفار اور دعا کے ذریعے روحانی تقویت حاصل کی اور اپنی قوم اور اپنے خاندان کے لیے ہدایت کا راستہ کھولا۔ قرآن مجید میں بیان ہے:

﴿وَزَكَرِيَّا إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ﴾ (الانبیاء:۸۹)

اور زکریا نے اپنے رب کو پکارا: اے میرے رب! مجھے اکیلا نہ چھوڑ، اور تو بہترین وارث ہے۔

یہ اقتباس ان کے شرعی رجوع اور اللہ سے مدد طلب کرنے کی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔

حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنی قوم اور اولاد کے لیے دعا اور شرعی نصیحت جاری رکھی، تاکہ روحانی اور اخلاقی اصلاح ممکن ہو۔ قرآن مجید میں ان کی دعا کے بارے میں ذکر ہے:

﴿رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ﴾ ((الانبیاء:۹۰))

اے میرے رب! مجھے اپنی طرف سے نیک اولاد عطا فرما، بے شک تو دعا سننے والا ہے۔

یہ دعا حضرت زکریا علیہ السلام کے شرعی عملیات کا مظہر ہے، جس میں عاجزی، اللہ کی مدد طلب کرنا اور روحانی اصلاح کے لیے رجوع واضح ہے۔

حضرت زکریا علیہ السلام کے یہ عملیات یہ سبق دیتے ہیں کہ روحانی قرب، اللہ کی رضا اور نسلوں کی ہدایت کے حصول کے لیے دعا، استغفار اور شرعی رجوع لازمی ہیں، اور یہ تمام انسانیت کے لیے عملی نمونہ ہیں۔

یونس علیہ السلام کے عملیات

حضرت یونس علیہ السلام کے عملیات انسانی ہدایت، صبر اور اللہ کی طرف رجوع کی بہترین مثال ہیں۔ انہوں نے اپنی قوم کو

اللہ کی عبادت اور نافرمانی سے باز رہنے کی نصیحت کی، اور اللہ کی طرف مسلسل رجوع کے ذریعے روحانی تقویت حاصل کی۔
قرآن مجید میں بیان ہے:

﴿فَنَادَىٰ فِي الظُّلُمَاتِ أَن لَّا إِلَٰهَ إِلَّا أَنتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ الظَّالِمِينَ﴾ ((الأنبياء: ۸۷))

پھر انہوں نے اندھیروں میں پکارا: "اے اللہ! تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے، میں بے شک ظلم کرنے والوں میں سے ہوں۔"

یہ اقتباس ان کے شرعی رجوع، عاجزی اور اللہ سے مدد طلب کرنے کی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔

حضرت یونس علیہ السلام نے دعا اور استغفار کے ذریعے اپنی روحانی اصلاح کی اور اللہ کی طرف رجوع کے ذریعہ نجات حاصل کی۔ قرآن میں ذکر ہے کہ اللہ نے ان کی دعا قبول کی اور انہیں مشکلات سے نکالا:

﴿فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ ۚ وَكَذَٰلِكَ نُنجِي الْمُؤْمِنِينَ﴾ ((الأنبياء: ۸۸))

پس ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اسے غم و مصیبت سے نجات دی، اور اسی طرح مؤمنوں کو بھی نجات دیتے ہیں۔

حضرت یونس علیہ السلام کے یہ عملیات انسانیت کے لیے یہ سبق دیتے ہیں کہ روحانی قرب، اللہ کی رضا اور مشکلات میں نجات کے حصول کے لیے شرعی رجوع، دعا اور استغفار لازمی ہیں، اور یہ تمام انسانیت کے لیے عملی نمونہ ہیں۔

عہد عیسیٰ علیہ السلام کے عملیات

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عملیات انسانی ہدایت، روحانی اصلاح اور اللہ کی اطاعت کی بہترین مثال ہیں۔ انہوں نے اپنی قوم کو اللہ کی عبادت، شرعی رجوع اور نافرمانی سے باز رہنے کی تعلیم دی اور اللہ کی طرف رجوع، دعا اور توبہ کے ذریعے روحانی تقویت حاصل کی۔ قرآن مجید میں بیان ہے:

﴿وَأَيُّهَا الْمَلَأُ إِنِّي لَكُمْ نَبِيٌّ أَمِينٌ﴾ ((آل عمران: ۴۹))

اے اہلِ عالَم! میں تمہارے لیے ایک امانتدار نبی ہوں۔

یہ اقتباس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے شرعی رجوع اور اللہ کی رضا کے حصول کے لیے ان کی صداقت، پاکیزگی اور رہنمائی کو واضح کرتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ کی طرف رجوع اور دعا کے ذریعے اپنی روحانی اصلاح جاری رکھی اور اپنی قوم کے لیے ہدایت اور نصیحت کا ذریعہ بنے۔ قرآن میں ذکر ہے:

﴿وَرَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا﴾ ((آل عمران: ۵۵))

اور اللہ نے انہیں اپنی طرف بلند کیا، اور اللہ غالب، حکیم ہے۔

یہ اقتباس ان کے شرعی عملیات کا مظہر ہے، جس میں اللہ کی رضا، روحانی قرب اور قوم کی اصلاح کے لیے دعائیں اور شرعی رجوع واضح ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یہ عملیات انسانیت کے لیے یہ سبق دیتے ہیں کہ روحانی قرب، اللہ کی رضا اور اخلاقی اصلاح کے حصول کے لیے شرعی رجوع، دعا، استغفار اور تقویٰ لازمی ہیں، اور یہ تمام انسانیت کے لیے عملی نمونہ ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دور بھی شرک و کفر کے بڑے پیمانے پر پھیلے ہوئے اعمال کا دور تھا، جن میں سب سے نمایاں عمل انہیں اور ان کی والدہ مریم علیہم السلام کو خدا کا درجہ دینا تھا۔ قرآن مجید میں ان واقعات کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، جو اس دور کے کفریہ اعمال پر واضح روشنی ڈالتے ہیں۔

پہلا اور سب سے بڑا شرک حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا قرار دینا تھا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" :

﴿وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ ۖ ذَٰلِكَ قَوْلُهُم بِأَفْوَاهِهِمْ ۖ يُضَاهِئُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَبْلُ ۚ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ ۚ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ﴾ (سورۃ التوبہ: ۳۰)

"اور نصاریٰ نے کہا کہ مسیح (عیسیٰ) اللہ کا بیٹا ہے، یہ ان کا اپنے منہ سے (گھڑا ہوا) قول ہے، یہ ان لوگوں کے قول کی مشابہت کرتے ہیں جو ان سے پہلے کفر کر چکے ہیں، اللہ انہیں مارے، وہ کہاں بھکے جا رہے ہیں"۔ یہ عقیدہ درحقیقت شرک کی واضح شکل تھی جس میں ایک انسان کو خدا کا درجہ دے دیا گیا تھا۔

دوسرا بڑا شرک تثلیث (تین خداؤں) کا عقیدہ تھا، جسے قرآن مجید میں اس طرح بیان کیا گیا ہے" :

﴿لَّقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۚ وَإِن لَّمْ يَنتَهُوا عَمَّا يَقُولُونَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (سورۃ المائدہ: ۷۳)

"بے شک وہ لوگ کافر ہو گئے جنہوں نے کہا کہ اللہ تین (خداؤں) میں تیسرا ہے، حالانکہ کوئی معبود برحق نہیں مگر ایک معبود، اور اگر وہ اپنے قول سے باز نہ آئے تو ان میں سے کافروں کو دردناک عذاب پہنچے گا"۔

یہ عقیدہ توحید کے بنیادی اصول کے بالکل خلاف تھا۔

تیسرا بڑا کفریہ عمل حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ کو خدا کا درجہ دینا تھا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" :

﴿وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ أَأَنتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَٰهَيْنِ مِن دُونِ اللَّهِ ۖ قَالَ سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ ۚ إِن كُنتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ ۚ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ ۚ إِنَّكَ أَنتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ﴾ (سورۃ المائدہ: ۱۱۶)

"اور (یاد کرو) جب اللہ نے فرمایا: اے عیسیٰ بن مریم! کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا دو معبود بنالو؟ عیسیٰ نے کہا: تو پاک ہے، میرے لیے یہ مناسب نہیں کہ میں وہ بات کہوں جس کا میرے لیے کوئی حق نہیں، اگر میں نے یہ کہا ہوتا تو تو ضرور جانتا، تو جو کچھ میرے دل میں ہے اسے جانتا ہے اور میں اسے نہیں جانتا جو تیرے دل میں ہے، بے شک تو ہی غیبوں کا جاننے والا ہے"۔

چوتھا اہم شرک یہود کا حضرت عیسیٰ پر بہتان لگانا تھا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" :

﴿وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلَىٰ مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا﴾ (سورۃ النساء: ۱۵۶)

"اور ان کے کفر کے باعث اور مریم پر بہتان عظیم لگانے کے باعث"۔

یہود نے حضرت مریم کی پاکدامنی پر بہتان لگا کر ایک بڑے کفریہ عمل کا ارتکاب کیا۔

پانچواں بڑا کفریہ عمل یہود کا حضرت عیسیٰ کو قتل کرنے کی کوشش کرنا تھا، جیسا کہ قرآن میں ہے" :

﴿وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ﴾ (سورۃ النساء: ۱۵۷)

"اور ان کے اس قول کے باعث کہ ہم نے اللہ کے رسول مسیح عیسیٰ بن مریم کو قتل کر دیا، حالانکہ نہ تو انہوں نے اسے قتل کیا اور نہ سولی دی، بلکہ انہیں (کسی اور کو) ان کی بنا دیا گیا"۔

ان تمام قرآنی آیات سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دور شرک وکفر کی مختلف شکلوں سے بھرا ہوا تھا۔ انہیں خدا کا بیٹا قرار دینے سے لے کر تثلیث کے عقیدے تک، یہ تمام اعمال اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ اس دور میں شرک کی کس قدر شدت تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان تمام کفریہ اعمال کے خلاف مستقل مزاجی سے قیام فرمایا اور توحید خالص کی دعوت دی، جیسا کہ قرآن میں ان کا قول نقل کیا گیا ہے :

﴿إِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ﴾ (سورۃ مریم: ۳۶)

"بے شک اللہ ہی میرا رب ہے اور تمہارا رب ہے، پس تم اس کی عبادت کرو، یہی سیدھا راستہ ہے"۔

قدیم تہذیبوں میں عملیات

عملیات کا آغاز ابتدائی انسان کے خوف اور فطرت سے جڑا تھا۔ وہ قدرتی مظاہر کو قابو میں لانے یا ان سے بچنے کے لیے ماورائی طاقتوں کی عبادت اور مخصوص اعمال انجام دیتا تھا۔

بابلی تہذیب اور عملیات

بابلیوں نے عملیات کو علمِ فلکیات اور جادو کے ساتھ جوڑا۔ ان کے مذہبی پیشوا عملیات کے ذریعے لوگوں کی رہنمائی کرتے تھے۔ (Pritchard, James B., Ancient Near Eastern Texts Relating to the Old Testament, Princeton University Press, ۱۹۵۰.)

بابلی تہذیب میں عملیات کی بنیاد

بابلی تہذیب میں عملیات کا آغاز بنیادی طور پر مذہب سے ہوا، کیونکہ وہ یقین رکھتے تھے کہ کائنات کے تمام پہلو، جیسے زندگی، موت، محبت، اور بیماریاں، دیوتاؤں اور ماورائی قوتوں کے تابع ہیں۔ ان کے مطابق، انسان کی تقدیر اور مستقبل کو متاثر کرنے کے لیے عملیات کا استعمال کیا جاتا تھا۔

دیوتاؤں کا کردار

بابلیوں کے عقائد کے مطابق دیوتا ہی انسانوں کی تقدیر کے مالک ہیں اور ان کی مرضی کے بغیر کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ وہ اپنے دیوتاؤں سے تعلق مضبوط کرنے اور ان کی رضا حاصل کرنے کے لیے عملیات کرتے تھے۔

مردوخ : (Marduk) مردوخ بابلیوں کا مرکزی دیوتا تھا، اور ان کے ذریعے آپریشنی عملیات جیسے دعا اور جادو کے ذریعہ کائناتی توازن کو بحال کرنے کی کوشش کی جاتی تھی۔

ایشا : (Ishtar) ایشا کو محبت، جنگ اور خوبصورتی کی دیوی کے طور پر پوجا جاتا تھا، اور ان سے محبت کے جادو یا رومانوی امور کے لیے مدد طلب کی جاتی تھی۔

بابلی تہذیب میں جادو کی اقسام

بابلیوں نے جادو کو مختلف اقسام میں تقسیم کیا اور ہر قسم کے جادو کا استعمال مخصوص مقصد کے لیے کیا جاتا تھا۔

حبس یا تسخیر جادو : اس جادو کا مقصد کسی شخص کو قابو کرنا یا اسے تسخیر کرنا ہوتا تھا۔

محبت کا جادو : یہ جادو کسی کو محبت میں مبتلا کرنے یا رومانوی تعلقات قائم کرنے کے لیے کیا جاتا تھا۔

بدترین جادو: یہ جادو کسی کو نقصان پہنچانے یا بیماری میں مبتلا کرنے کے لیے کیا جاتا تھا۔

قدرتی جادو: قدرتی طاقتوں کے ذریعے کی جانے والی جادوگری، جیسے موسم کے اثرات یا فصلوں کی پیداوار بڑھانے کے لیے۔

بابلی تہذیب میں جادوئی دستاویزات

بابلی تہذیب نے جادو اور عملیات کے متعلق اہم دستاویزات اور تحریریں تیار کیں جن میں مختلف جادوئی رسومات، دعائیں، اور اعمال درج تھے۔ ان دستاویزات کا مقصد دیوتاؤں کی رضا حاصل کرنا اور ماورائی طاقتوں کو قابو میں لانا تھا۔

اینیوما ایلیش Enuma Elish

یہ بابلیوں کی سب سے اہم جادوئی اور مذہبی کتاب ہے، جس میں دنیا کے آغاز، دیوتاؤں کے درمیان جنگ، اور کائناتی توازن کے حوالے سے مفصل بیان موجود ہے۔

"اینیموا ایلیش میں مردوخ کے کردار کو دیوتاؤں کی قدرتی طاقتوں کے قابو میں لانے والے کے طور پر پیش کیا گیا ہے، اور اس میں مختلف جادوئی رسوم کا ذکر کیا گیا ہے تاکہ انسانوں کی تقدیر میں بہتری لائی جا سکے۔The Enuma Elish)) ")ہر فہرست میں شامل کی جانے والی بابلی سلیٹ کی تحریریں.)

جادیائی جملے اور دعاؤں کا استعمال

بابلی جادوگر مختلف جملے اور دعائیں استعمال کرتے تھے جن کا مقصد دیوتاؤں کو خوش کرنا، تقدیر میں بہتری لانا، اور انسانوں کی مشکلات حل کرنا تھا۔ ان دعاؤں کو مخصوص مواقع پر اور مخصوص دیوتاؤں کی رضا حاصل کرنے کے لیے پڑھا جاتا تھا۔

بابلی عملیات کی اقسام

علم نجوم اور طالع بینی

بابلی تہذیب میں نجوم یا طالع بینی کو اہمیت دی جاتی تھی۔ وہ ستاروں کی حرکت، چاند کی حالت، اور دیگر فلکی اجسام کے اثرات کو انسانی زندگی پر مرتب ہونے والے اثرات کے طور پر دیکھتے تھے۔

"بابلیوں نے ستاروں کی حرکت اور فلکی اجسام کی چال سے انسانوں کی تقدیر اور زندگی کے اہم فیصلے کیے۔ The) " (Babylonian Astronomical Diaries

جادوئی علاج

بابلی جادوگر مختلف بیماریوں کے علاج کے لیے جادو اور عملیات کا استعمال کرتے تھے۔ ان کا ماننا تھا کہ جسمانی بیماریوں کا تعلق روحانی یا ماورائی قوتوں سے ہے، اس لیے علاج کے دوران جادو کے عناصر کا استعمال کیا جاتا تھا۔

تقدیر اور تقدیر کی تبدیلی

بابلیوں نے تقدیر کے بدلنے کے لیے عملیات کا استعمال کیا تھا۔ وہ اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ انسان کی تقدیر دیوتاؤں کی مرضی سے مشروط ہے، اور اس میں کسی حد تک تبدیلی لانے کے لیے جادو کا سہارا لیا جاتا تھا۔

بابلی جادو اور عملیاتی علوم کی اثرات

بابلی جادو اور عملیات نے نہ صرف اس وقت کے مذہبی اور ثقافتی ماحول کو متاثر کیا بلکہ اس کے اثرات بعد کی تہذیبوں پر بھی

مرتب ہوئے۔

- یونانی اور رومی تہذیبوں نے بابلی جادو کے عناصر کو اپنے مذہبی عقائد اور طرزِ عمل میں شامل کیا۔
- بابل کے جادوئی آثار اور مذہبی نظریات بعد میں اسلامی جادوئی علوم پر بھی اثر انداز ہوئے۔

نظم و ضبط اور سماجی اثرات

بابلی جادوگر اور پجاری معاشرتی اہمیت رکھتے تھے، کیونکہ وہ معاشرتی اور فردی مسائل کے حل کے لیے جادو اور دعاؤں کا استعمال کرتے تھے۔ ان کی مہارت اور علم کے باعث وہ ایک خاص مقام رکھتے تھے۔

مصری تہذیب اور عملیات

قدیم مصر ایک عظیم تہذیب تھی جس میں روحانیت، مذہب، اور ماورائی طاقتوں پر بہت زور دیا جاتا تھا۔ مصری تہذیب میں جادو، عملیات، اور روحانی قوتوں کو ایک اہم مقام حاصل تھا۔ ان کے یہاں عملیات کو صرف جادو کے طور پر نہیں بلکہ روحانی علاج، مذہبی رسومات، اور دیوتاؤں کے ساتھ تعلق مضبوط کرنے کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا۔ اس کا مقصد انسان کے باطنی مسائل کا حل اور کائناتی ترتیب کے ساتھ ہم آہنگی پیدا کرنا تھا۔

مصری تہذیب میں عملیات کی بنیاد

مصری عملیات کی بنیاد ان کے مذہبی عقائد پر تھی۔ مصریوں کا خیال تھا کہ کائنات ایک ماورائی قوت سے منسلک ہے، جسے وہ مختلف دیوتاؤں کے ذریعے محسوس کرتے تھے۔ ان کا یہ عقیدہ تھا کہ ہر فرد کی زندگی میں دیوتاؤں کا کردار ہے اور ان کی مدد کے بغیر انسان مشکلات کا سامنا کر سکتا ہے۔

دیوتاؤں کا کردار

مصریوں کے مذہبی عقائد میں دیوتاؤں کا اہم کردار تھا، جیسے رع (Surya)، ازیرس (Osiris)، اٹم (Atum)، آیسس (Isis) وغیرہ۔

ہر دیوتا کی اپنی طاقتیں اور خصوصیات تھیں، جنہیں مختلف مسائل کے حل کے لیے پکارا جاتا تھا۔

عملیات کے دوران یہ دیوتا انسانوں کی مشکلات کو حل کرنے کے لیے ان سے دعائیں یا جادو منسلک اعمال کرواتے تھے۔

مصری تہذیب میں جادو کے تین اقسام

قدرتی جادو: اس میں وہ اعمال شامل تھے جو قدرتی قوتوں کو قابو کرنے کی کوشش کرتے تھے، جیسے بارش یا فصلوں کی پیداوار۔

روحانی جادو: اس کا مقصد روحوں اور ماورائی قوتوں کو متاثر کرنا تھا، جیسے ماضی کے افراد کی روحوں کو پرسکون کرنا۔

مادی جادو: اس میں جادوئی اشیاء اور اجزاء کو استعمال کیا جاتا تھا تاکہ کسی مخصوص اثر کو حاصل کیا جا سکے، جیسے تریاق (کیمیکلز) یا جادوئی تیل۔

کتابِ مردگان (Book of the Dead)

کتابِ مردگان مصریوں کی ایک اہم جادوئی تحریر ہے، جو مرنے والوں کے لیے ایک رہنمائی کے طور پر استعمال کی جاتی تھی۔ یہ کتاب ایک روحانی و جادوئی نصیحت تھی، جو انسان کی آخری سفر کے دوران اس کی رہنمائی کرتی تھی۔

"کتابِ مردگان ایک روحانی عمل ہے جو مردہ کے لیے جادوئی دعاؤں، جملوں اور آیات کا مجموعہ ہے تاکہ وہ اخروی زندگی میں کامیاب ہوسکے۔ (Budge, E. A. Wallis, Egyptian Magic, London, ۱۹۰۱")

کتابِ مردگان میں جادو کے عناصر:

روحانی تحفظ : مردہ کے جسم کی حفاظت اور اس کے روح کے لیے جادو کی آیات پڑھنا۔

روحانی رہنمائی : مرنے والے کی روح کو بہشت تک پہنچانے کے لیے دعاؤں اور عملیات کا استعمال۔

مذہبی رسومات : مخصوص رسومات جیسے مردہ کی تدفین کے بعد جادو کرنا تاکہ روح کا سکون حاصل ہو۔

یونانی تہذیب اور عملیات

یونانی تہذیب قدیم دنیا کی سب سے اہم اور اثرانداز تہذیبوں میں سے ایک تھی۔ یونانیوں کی ثقافت، فلسفہ، فنون اور سائنسی دریافتوں کے علاوہ ان کی مذہبی اور روحانی اعتقادات نے بھی دنیا کو گہرے اثرات دیے۔ یونانیوں کے عقائد میں دیوتاؤں کی عبادت، روحانی علم، جادو، اور عملیات کا ایک اہم مقام تھا۔ عملیات، جادو اور نجوم جیسے موضوعات یونانی معاشرت کا لازمی جزو تھے، اور ان کا استعمال نہ صرف ذاتی یا روحانی مقاصد کے لیے بلکہ ریاستی سطح پر بھی کیا جاتا تھا۔

یونانیوں نے کائناتی نظام کی سمجھ بوجھ حاصل کرنے کے لیے مختلف طریقوں کو اختیار کیا، جن میں عملیات، جادو اور روحانی رسومات شامل تھیں۔ ان کے عقائد اور رسومات میں یہ بات اہمیت رکھتی تھی کہ کائنات کا ہر جزو ایک دوسرے سے جڑا ہوا ہے اور انسان کے اعمال کا اثر کائنات پر پڑتا ہے۔

یونانی تہذیب میں عملیات کی بنیاد

یونانیوں کی روحانیت اور عملیات کا مرکز ان کے دیوتاؤں اور ماورائی قوتوں کی عبادت تھی۔ یونانیوں کا ماننا تھا کہ ہر انسان کی زندگی میں دیوتاؤں کا براہ راست اثر ہوتا ہے، اور ان کے ساتھ مضبوط تعلق برقرار رکھنا ضروری تھا۔ یونانی عملیاتی رسومات کا مقصد دیوتاؤں سے براہ راست تعلق قائم کرنا اور کائناتی قوتوں سے فائدہ حاصل کرنا تھا۔

دیوتاؤں کی عبادت اور جادو

یونانیوں کے دیوتا، جیسے زئس (Zeus)، ہیڈیپوس (Hades)، ایسیتھی (Athena)، اور آپولو (Apollo)، ہر ایک کا مخصوص کردار تھا۔ ان دیوتاؤں کو خوش کرنے اور ان سے قوت حاصل کرنے کے لیے مختلف جادوئی رسومات اور دعائیں کی جاتی تھیں۔

زئس : زئس یونانی پینتھیوں کا سربراہ تھا اور اس کی عبادت کے لیے بڑے بڑے معابد بنائے گئے۔

آثینی : جنگ اور حکمت کی دیوی آثینی کی عبادت میں عملیاتی جادو کا استعمال کیا جاتا تھا تاکہ دشمنوں کو شکست دی جا سکے۔

آپولو : آپولو کی عبادت کے دوران، مخصوص دعاؤں اور رسومات کے ذریعے بیماریوں کا علاج اور مستقبل کے بارے میں

پیش گوئیاں کی جاتی تھیں۔

جادو اور جادوگری

یونانیوں میں جادو کی مختلف اقسام رائج تھیں، جن میں ہرمس (Hermes) اور ہیکیس (Hecate) کے کردار اہم تھے۔ جادو کو ذاتی یا اجتماعی مقاصد کے لیے استعمال کیا جاتا تھا:

نجوم: یونانی جادوگر نجومی علم کا استعمال کرتے تھے تاکہ انسانوں کی تقدیر کا اندازہ لگایا جا سکے اور ان کے لیے اچھے مواقع فراہم کیے جا سکیں۔

طالع بینی: یونانیوں نے طالع بینی کے ذریعے پیش گوئیاں کرنے کی کوشش کی۔ اس میں چاند، ستارے اور دیگر فلکی اجسام کا تجزیہ کیا جاتا تھا۔

یونانی جادو کی اقسام

یونانی جادو اور عملیات کو مختلف اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے، جن میں مذہبی، روحانی، طبعی اور نفسیاتی جادو شامل ہیں۔

مذہبی جادو

یونانیوں نے جادو کو مذہبی رسومات اور دیوتاؤں کی رضا حاصل کرنے کے طریقوں کے طور پر استعمال کیا۔ اس میں معابد میں جادو کی رسومات، دعائیں، اور قربانیاں شامل تھیں۔

مثال: معابد میں قربانیوں کے دوران پجاری مخصوص جادوئی دعاؤں کا استعمال کرتے تھے تاکہ دیوتاؤں سے حفاظت اور کامیابی حاصل کی جا سکے۔

طبّی جادو

یونانی جادو کا ایک اہم حصہ طبّی جادو تھا، جس میں جادوگر بیماریوں کو ٹھیک کرنے کے لیے روحانی یا ماورائی طریقے استعمال کرتے تھے۔

ہپوکریٹس: یونانی طب کے بانی ہپوکریٹس نے طب اور جادو کو جوڑتے ہوئے یہ بتایا کہ روحانی اور جسمانی علاج دونوں کی اہمیت ہے۔

اسکلیپیئس: اسکلیپیئس کو طب اور صحت کے دیوتا کے طور پر پوجا جاتا تھا، اور اس کے معابد میں علاج کے لیے جادوئی رسومات ادا کی جاتی تھیں۔

نفسیاتی جادو

یونانی جادو میں نفسیاتی جادو کا استعمال بھی کیا جاتا تھا۔ اس میں انسان کے ذہنی مسائل کو حل کرنے کے لیے روحانی یا جادوئی طریقے استعمال کیے جاتے تھے۔

پرسونا: یونانی جادوگر مختلف جادوئی تکنیکوں کا استعمال کرتے تھے تاکہ انسانوں کی ذہنی حالت میں بہتری لائیں۔

یونانی تہذیب میں نجوم اور طالع بینی

یونانیوں میں نجوم اور طالع بینی کا استعمال خاص طور پر اہمیت رکھتا تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ انسان کی تقدیر اور مستقبل کا پتہ فلکی اجسام اور ستاروں کی حرکت سے چلتا ہے۔ اس لیے وہ اکثر پیش گوئیوں کے لیے جادو گری اور طالع بینی کا استعمال کرتے تھے۔

طالع بینی کے طریقے

یونانی طالع بین فلکیاتی مشاہدات کے ذریعے انسانوں کی تقدیر کا تجزیہ کرتے تھے اور انہیں مخصوص رسومات اور دعاؤں کے ذریعے حل کی راہ دکھاتے تھے۔

پائیتھا:

پائیتھا، جو دلفی کے معبد میں واقع تھی، یونانی دنیا کا سب سے مشہور پیش گوئی کرنے والا مرکز تھا۔ یہاں پر آنے والے لوگ دیوتا کے حکم سے اپنی تقدیر کے بارے میں معلومات حاصل کرتے تھے۔

یونانی تہذیب میں جادو کے اثرات

یونانی تہذیب میں جادو اور عملیات کے اثرات صرف فرد کی زندگی تک محدود نہیں تھے، بلکہ ریاستی سطح پر بھی ان کا استعمال کیا جاتا تھا۔ جادو، دیوتاؤں کی رضا اور تقدیر کے معاملے میں یقین رکھنے کی وجہ سے یونانی سیاست میں بھی اس کا اثر تھا۔

سیاسی معاملات میں جادو کا اثر

یونانی حکمرانوں نے جادو کو اپنی حکمت عملیوں کا حصہ بنایا۔ وہ دیوتاؤں کی رضا حاصل کرنے اور دشمنوں پر قابو پانے کے لیے جادو کا استعمال کرتے تھے۔

کلاسیکل یونان : یونانی شہر ریاستوں میں جنگوں کے دوران، حکمرانوں اور فوجی قائدین جادو اور عملیات کا سہارا لیتے تھے تاکہ اپنے دشمنوں کو شکست دے سکیں۔

سماجی اثرات

جادو کا استعمال عام لوگوں کے لیے بھی تھا، اور مختلف مواقع پر اسے بیماریوں، محبت، یا دیگر ذاتی مسائل کے حل کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔ یونانی جادوگر اور پجاری اس علم میں ماہر تھے اور اپنے علم کا استعمال معاشرتی بہتری کے لیے کرتے تھے۔(Dodds, E. R., The Greeks and the Irrational, University of California Press, ١٩٥١.)

رومی تہذیب اور عملیات

رومی تہذیب نے دنیا کے ایک بڑے حصے پر حکمرانی کی اور اس کے اثرات مختلف شعبوں میں گہرے چھوڑے۔ رومیوں کا معاشرتی ڈھانچہ، مذہبی عقائد، فلسفہ، فنون، سائنس، اور جادوگری میں گہرا تعلق تھا۔ جادو، عملیات، اور ماورائی قوتوں کے ساتھ رومیوں کا تعلق پیچیدہ اور متنوع تھا، اور یہ نہ صرف ان کے روزمرہ کے معاملات بلکہ سیاسی، جنگی اور ذاتی مسائل میں بھی اہم کردار ادا کرتا تھا۔

رومیوں کا ایمان تھا کہ کائنات میں موجود طاقتیں، دیوتا، اور ماورائی اثرات انسان کی تقدیر پر اثرانداز ہوتے ہیں۔ اس لیے عملیات، جادو، اور طالع بینی ان کی روزمرہ زندگی کا حصہ بن چکے تھے۔ رومی جادو اور عملیات کے مختلف پہلوؤں کا مطالعہ کرنا اس

تہذیب کی مذہبی اور ثقافتی حیثیت کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے۔

رومی تہذیب میں عملیات کی بنیاد

رومیوں کے معاشرتی اور مذہبی نظام میں عملیات اور جادو کا ایک خاص مقام تھا۔ رومیوں نے دیوتاؤں اور ماورائی قوتوں کی رضا حاصل کرنے کے لیے مختلف رسومات اور جادو کے طریقے استعمال کیے۔ ان کا یقین تھا کہ دیوتاؤں اور روحانی طاقتوں کی مرضی کے مطابق جادوگری کی جاتی ہے تاکہ انسانوں کو تقدیر کے مسائل، بیماریوں، اور دوسرے فردی یا اجتماعی مسائل سے نجات مل سکے۔

دیوتاؤں کی عبادت

رومیوں نے مختلف دیوتاؤں کی عبادت کی اور ہر دیوتا کو مخصوص طاقتوں اور اثرات کا مالک مانا۔ ان کی عبادت میں مخصوص جادوئی رسومات، قربانیاں، اور دعائیں شامل تھیں تاکہ دیوتاؤں کی رضا حاصل کی جا سکے۔

جوپیٹر (Jupiter): جوپیٹر رومی پینتھیوں کا سربراہ دیوتا تھا، اور اس کی عبادت میں مختلف جادوئی رسومات کا استعمال کیا جاتا تھا تاکہ کامیابی اور فتح حاصل کی جا سکے۔

وینس (Venus): وینس محبت اور خوبصورتی کی دیوی تھی، اور اس کی عبادت کے دوران محبت کے جادو اور رومانوی مسائل کو حل کرنے کے لیے مخصوص جادو کی رسومات ادا کی جاتیں۔

ایسکلیپئیس (Asclepius): ایسکلیپئیس کو طب اور صحت کا دیوتا سمجھا جاتا تھا، اور اس کی عبادت میں جادو کے ذریعے بیماریوں کا علاج کرنے کی کوشش کی جاتی تھی۔

رومی جادو کی اقسام

رومیوں میں جادو کی مختلف اقسام رائج تھیں جن میں مذہبی جادو، طبعی جادو، نفسیاتی جادو، اور نجومی جادو شامل تھے۔ یہ جادو مختلف مواقع پر اور مختلف مقاصد کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔

مذہبی جادو

رومیوں کے مذہبی جادو کا مقصد دیوتاؤں کی رضا حاصل کرنا اور ان سے طاقت، حکمت یا فتح طلب کرنا تھا۔ یہ جادو مخصوص عبادات، رسومات اور قربانیوں کے ذریعے کیا جاتا تھا۔

مثال: معابد میں مخصوص دعاؤں اور جادوئی عملوں کے ذریعے رومی حکمرانوں نے جنگوں میں فتح حاصل کرنے اور ریاست کی ترقی کے لیے دیوتاؤں کی رضا کو حاصل کرنے کی کوشش کی۔

طبّی جادو

رومی جادوگر اور پجاری بیماریوں اور طبّی مسائل کو حل کرنے کے لیے جادو کا استعمال کرتے تھے۔ ایسکلیپئیس کی عبادت میں جادو کے ذریعے صحت کی بحالی اور بیماریوں کا علاج کیا جاتا تھا۔

ایسکلیپئیس کے معابد: ان معابد میں بیماریاں ٹھیک کرنے کے لیے جادوئی رسومات اور دعائیں کی جاتی تھیں۔ مریضوں

کو جادو کے ذریعے علاج فراہم کیا جاتا تھا اور اس کا مقصد روحانی اور جسمانی صحت کی بحالی تھا۔

نفسیاتی جادو

رومی جادو میں نفسیاتی جادو کا استعمال بھی کیا جاتا تھا، خاص طور پر محبت اور رومانوی تعلقات میں مشکلات کے حل کے لیے۔ اس میں جادوگر مخصوص دعائیں اور رسومات استعمال کرتے تھے تاکہ کسی فرد کی محبت کو جیتا جا سکے یا اس کے جذبات میں تبدیلی لائی جا سکے۔

محبت کے جادو: رومیوں میں محبت کے جادو کا استعمال عام تھا، اور مختلف رسومات کے ذریعے کسی شخص کو محبت میں مبتلا کرنے کی کوشش کی جاتی تھی۔

نجومی جادو

رومیوں میں نجوم کا علم اور طالع بینی ایک اہم حصہ تھا۔ وہ ستاروں، چاند، اور دیگر فلکیاتی اجسام کی حرکت سے انسانوں کی تقدیر کے بارے میں پیش گوئیاں کرتے تھے۔

پروفیسی (Prophesy): رومیوں میں طالع بینی اور پیش گوئیوں کے لیے جادو کا استعمال کیا جاتا تھا۔ اس میں جادوگر اور نجومی کائناتی اثرات کے ذریعے انسانوں کے مستقبل کے بارے میں معلومات حاصل کرتے تھے۔

رومی جادو اور طالع بینی

رومی جادو اور طالع بینی کا استعمال نہ صرف فردی سطح پر تھا بلکہ ریاستی اور جنگی معاملات میں بھی اس کا استعمال کیا جاتا تھا۔ رومی حکمران اور افسران اپنی تقدیر کو بہتر بنانے کے لیے جادو کا سہارا لیتے تھے۔

طالع بینی

رومیوں میں طالع بینی ایک اہم شعبہ تھا اور لوگ اپنی تقدیر کے بارے میں پیش گوئیاں کرنے کے لیے نجومیوں سے رجوع کرتے تھے۔

نمونہ: رومی حکمرانوں اور افسران کے لیے طالع بینی ایک اہم معاملہ تھا، خاص طور پر جنگوں کے دوران۔

جادوئی رسومات اور جنگ

رومیوں نے جنگوں میں کامیابی کے لیے جادوئی رسومات کا استعمال کیا۔ یہ رسومات دشمنوں پر قابو پانے یا دیوتاؤں سے فتح کی درخواست کرنے کے لیے کی جاتی تھیں۔

ویسٹال ویر جنز (Vestal Virgins): ویسٹال ویر جنز معابد میں جادوئی رسومات ادا کرتی تھیں، جن کا مقصد دیوتاؤں سے ریاست کی کامیابی اور فتح طلب کرنا تھا۔

رومی جادو اور معاشرتی اثرات

رومیوں میں جادو کا استعمال معاشرتی سطح پر بھی بہت تھا۔ جادو کے ذریعے نہ صرف فرد کی تقدیر میں تبدیلی لانے کی کوشش کی جاتی تھی بلکہ ریاستی اور فوجی فیصلے بھی جادو کے اثرات سے متاثر ہو سکتے تھے۔

سماجی اثرات

رومی جادوگر معاشرتی حیثیت رکھتے تھے اور ان کے علم کا احترام کیا جاتا تھا۔ جادوگر اس علم کو خاص طبقے کے افراد یا حکمرانوں تک محدود رکھتے تھے۔ جادو کے ذریعے لوگوں کی ذاتی مشکلات حل کرنے کے لیے ان سے مدد حاصل کی جاتی تھی۔

سیاسی اثرات

رومی حکمرانوں نے جادو کو اپنے سیاسی مفادات کے لیے استعمال کیا۔ وہ اپنے فیصلوں کی مدد کے لیے جادوگر، نجومیوں، اور پجاریوں کی رائے لیتے تھے تاکہ ریاستی فیصلوں میں کامیابی حاصل کی جاسکے۔

نتیجہ

اس تحقیقی مطالعے کے اختتام پر یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ *عملیات* (ʿAmaliyāt) انسانی تاریخ اور تہذیب کا ایک اہم اور مسلسل حصہ رہی ہیں، جنھوں نے مختلف ادوار میں اقوامِ عالم کے فکری، روحانی، سماجی اور ثقافتی ڈھانچوں پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ قدیم زمانوں سے لے کر عصرِ حاضر تک، مختلف معاشروں نے عملیات کو اپنی ضروریات، عقائد اور حالات کے مطابق اپنایا اور ان کی مختلف تعبیرات پیش کیں۔ تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ عملیات کا استعمال صرف مذہبی یا روحانی دائرے تک محدود نہیں رہا بلکہ یہ انسانی نفسیات، سماجی تنظیم اور ثقافتی شناخت کی تشکیل میں بھی اہم کردار ادا کرتا رہا ہے۔ بعض اقوام میں یہ عملیات روحانی سکون، تحفظ اور مشکلات کے حل کے لیے اختیار کیے گئے، جبکہ دیگر معاشروں میں انہیں ثقافتی روایت اور اجتماعی شعور کے اظہار کے طور پر دیکھا گیا۔ اس طرح عملیات نے انسان کی باطنی اور ظاہری زندگی دونوں پر اثر ڈالا۔ تاہم، اس مطالعے کا ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ عملیات کی تاریخی حیثیت کا جائزہ لیتے ہوئے ان کے مثبت اور منفی دونوں پہلوؤں کو مدنظر رکھا جائے۔ جہاں بعض عملیات نے انسان کو روحانی بالیدگی، اخلاقی بہتری اور اجتماعی ہم آہنگی کی طرف مائل کیا، وہیں بعض صورتوں میں یہ توہمات، غیر سائنسی تصورات اور غلط عقائد کا سبب بھی بنے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ عملیات کو ایک تنقیدی اور متوازن نظر سے دیکھا جائے تاکہ حقیقت اور خرافات میں امتیاز قائم کیا جاسکے۔ اسلامی تناظر میں دیکھا جائے تو عملیات کی حیثیت قرآن و سنت کے اصولوں کے تابع ہے۔ اسلام ہر اس عمل کی حوصلہ افزائی کرتا ہے جو توحید، اخلاق، اور انسانیت کی بھلائی کے مطابق ہو، جبکہ ان اعمال کی نفی کرتا ہے جو شرک، بدعت یا غیر شرعی تصورات پر مبنی ہوں۔ اس لیے اسلامی نقطۂ نظر سے عملیات کا جائزہ لیتے وقت یہ بنیادی اصول پیش نظر رکھنا ضروری ہے کہ ہر عمل شریعت کے دائرے میں ہو اور اس کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا اور انسان کی اصلاح ہو۔ مزید برآں، اس تحقیق سے یہ نتیجہ بھی اخذ کیا جاسکتا ہے کہ مختلف اقوام میں عملیات کی موجودگی انسانی فطرت کی اس مشترک خصوصیت کی عکاسی کرتی ہے کہ انسان ہمیشہ ماورائی حقیقتوں، روحانی سکون اور مسائل کے حل کی تلاش میں رہا ہے۔ یہی جستجو مختلف تہذیبوں میں مختلف صورتوں میں ظاہر ہوئی، جس نے عملیات کو ایک عالمی اور تاریخی مظہر بنا دیا۔ آخر میں، یہ کہا جاسکتا ہے کہ عملیات کا مطالعہ نہ صرف ماضی کی تہذیبی اور فکری جہات کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے بلکہ موجودہ دور میں بھی انسانی رویوں، عقائد اور سماجی ڈھانچوں کو سمجھنے کے لیے ایک اہم ذریعہ فراہم کرتا ہے۔ تاہم، اس میدان میں مزید تحقیق کی ضرورت ہے تاکہ عملیات کے مختلف پہلوؤں کو سائنسی، مذہبی اور سماجی زاویوں سے بہتر انداز میں واضح کیا جاسکے، اور

ایک متوازن اور مستند علمی فہم کو فروغ دیا جاسکے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

1. ابن حجر عسقلانی، حافظ احمد بن علی۔ فتح الباری۔ لاہور: مکتبہ قدوسیہ، ص45–48۔
2. ابن کثیر، حافظ ابو الفداء عماد الدین۔ تفسیر ابن کثیر۔ لاہور: اسلامی اکادمی، ص120–125۔
3. ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ۔ جامع ترمذی۔ لاہور: مکتبہ العلم، حدیث نمبر 43، ص75–76۔
4. ابو داؤد، سلیمان بن اشعث۔ سنن ابی داؤد۔ لاہور: مکتبہ قدوسیہ، ص210–214۔
5. اجماع اناجیل اربعہ۔ پاکستان بائبل سوسائٹی و کیتھولک بائبل کمیشن، ص10–15۔
6. راغب اصفہانی۔ مفردات القرآن۔ لاہور: نعمانی کتب خانہ، ص55–58۔
7. نعیم اصفہانی۔ مفردات القرآن۔ کراچی: دار الاشاعت، ص60–63۔
8. *Ayub, Shahzada Imran, Saad Jaffar, and Asia Mukhtar. "ENGLISH-CHALLENGES CONFRONTED BY CONTEMPORARY MUSLIM WORLD AND THEIR SOLUTION IN THE LIGHT OF SEERAH." The Scholar Islamic Academic Research Journal 6, no. 1 (2020): 379-409.*
9. الامثال (Bible Proverbs). پاکستان بائبل سوسائٹی، ص25–28۔
10. انتھونی اعجاز لیمو ایل۔ پاکستان بائبل سوسائٹی، ص33–36۔
11. ایم اے برکت اللہ۔ قدامت و اصلیت اناجیل اربعہ۔ لاہور: مسیحی اشاعت خانہ، ص90–95۔
12. ایوب (کتاب ایوب)۔ پاکستان بائبل سوسائٹی، ص40–45۔
13. بخاری، محمد بن اسماعیل۔ صحیح بخاری۔ لاہور: مکتبہ قدوسیہ، ص100–105۔
14. بغوی، حسین بن مسعود۔ معالم التنزیل۔ بیروت: دار الکتب، ص150–155۔
15. بغوی، حسین بن مسعود۔ مصابیح السنہ۔ لاہور: نعمانی کتب خانہ، ص70–73۔
16. *Jaffar, Dr Saad, Dr Muhammad Waseem Mukhtar, Dr Shazia Sajid, Dr Nasir Ali Khan, Dr Faiza Butt, and Waqar Ahmed. "The Islamic And Western Concepts Of Human Rights: Strategic Implications, Differences And Implementations." Migration Letters 21 (2024): 1658-70.*
17. بیہقی، احمد بن حسین۔ شعب الایمان۔ کراچی: دار الاشاعت، ص130–135۔
18. ایف ایس خیر اللہ۔ کلید الکتاب۔ لاہور: مسیحی اشاعت خانہ، ص20–24۔
19. تبریزی، محمد بن عبد اللہ۔ مشکوۃ المصابیح۔ لاہور: مکتبہ محمدیہ، ص110–115۔
20. تثنیہ شرع (Deuteronomy)۔ پاکستان بائبل سوسائٹی، ص5–10۔
21. جصاص، ابو بکر۔ احکام القرآن۔ لاہور: مکتبہ قدوسیہ، ص95–100۔
22. حاکم نیشاپوری۔ المستدرک علی الصحیحین۔ ادارہ پیغام القرآن، ص200–205۔
23. حمیدی۔ مسند الحمیدی۔ نعمانی کتب خانہ، ص60–64۔

24. رومیوں (Romans). پاکستان بائبل سوسائٹی، ص 12–15۔

25. زکریاہ۔ پاکستان بائبل سوسائٹی، ص 18–21۔

26. سعدی۔ گلستان سعدی۔ لاہور: مکتبہ دانیال، ص 80–85۔

27. سیوطی، جلال الدین۔ الاتقان فی علوم القرآن۔ لاہور: مکتبہ العلم، ص 140–145۔

28. *Jaffar, Saad, Muhammad Ibrahim, Faizan Hassan Javed, and Sonam Shahbaz. "An Overview Of Talmud Babylonian And Yerushalmi And Their Styles Of Interpretation And Legal Opinion About Oral Tradition." Webology 19, no. 2 (2022).*

29. فیروز اللغات۔ لاہور: نعمانی کتب خانہ، ص 300–305۔

30. قدامت و اصلیت اناجیل اربعہ۔ پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی (1960)، ص 50–55۔

31. قرطبی۔ الجامع لاحکام القرآن۔ بیروت: دار الکتب، ص 160–165۔

32. کیتھولک ہیرالڈ (1844)۔ ص 1–5۔

33. کیرانوی، رحمت اللہ۔ ازالۃ الاوہام۔ نعمانی کتب خانہ، ص 85–90۔

34. کیرانوی، رحمت اللہ۔ اعجاز عیسوی۔ نعمانی کتب خانہ، ص 95–100۔

35. کیرانوی، رحمت اللہ۔ بائبل سے قرآن تک۔ نعمانی کتب خانہ، ص 110–115۔

36. لوقا (Luke). پاکستان بائبل سوسائٹی، ص 22–25۔

37. متی (Matthew). پاکستان بائبل سوسائٹی، ص 30–33۔

38. مرقس (Mark). پاکستان بائبل سوسائٹی، ص 35–38۔